بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نظرات

ملک میں جاری اصلاح معاشرہ کی مہم کے سلسلے میں بچوں سے متعلق مسائل بھی اپنی بنیادی اہمیت کی وجہ سے توجہ کے مستحق ہیں۔ عام طور سے یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر شادی کے بعد کچھ عرصے تک کوئی بچہ پیدا نہ ہو تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ عورت میں کسی نقص یا بیماری کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ پھر مرد کے گھر والوں خصوصاً خواتین کی طرف سے مرد کو دوسری شادی کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے۔ طبی لحاظ سے دیکھا جائے تو اولاد نہ ہونے کی وجہ عورت ہی کا نقص یا بیماری نہیں بلکہ مرد کا کوئی نقص یا بیماری بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ساری ذمہ داری عورت پر ڈالنا سراسر ناانصافی ہے۔ اگر کسی کے یہاں صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں تب بھی عورت ہی کو قصوروار ٹھہرایا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بچیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بچے عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ اس میں نہ کسی انسان کی مرضی کو دخل ہے اور نہ اس سلسلے میں اس پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسی طرح اپنی جسمانی بناوٹ میں بھی انسان کو

دخل حاصل نہیں ہے۔ البتہ انسان بعض نقائص اور بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اور ایسی کوشش میاں بیوی دونوں ہی کو ضرور کرنی چاہیئے۔

بعض ایسے واقعات بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ بچہ شکل وصورت میں باپ سے بالکل مختلف پیدا ہوا تو مرد نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر طلاق دیدی کہ یہ بچہ کسی اور کا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ تمام انسان شکل وصورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس اختلاف کو اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اگر اولاد کا ماں باپ کے مشابہ ہونا ضروری ہوتا تو تمام انسان ایک جیسے ہوتے۔ جو لوگ اپنی بیویوں پر محض اس بنا پر بدچلنی کا الزام لگاتے ہیں کہ ان کی اولاد ان کے مشابہ نہیں ہے وہ اسلامی قانون کے مطابق سخت سزا کے مستحق ہیں۔ بعض لوگ اپنے بچوں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ کرتے ہیں۔ بات بات پر ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ کرتے رہتے ہیں۔ ان کو کھیل کود اور کہیں آنے جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس سخت برتاؤ سے بچے بجھے بجھے سے رہتے ہیں اور ان کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں دب کر رہ جاتی ہیں اور ان کے اندر محبت سے محرومی کا شدید احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بچے بڑے ہو کر عموماً والدین سے باغی ہو جاتے ہیں یا کم از کم ایسا ضرور ہوتا ہے کہ ان کو والدین سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس بعض لوگ اپنے بچوں کو سنگین سے سنگین شرارت اور بدتمیزی پر بھی نہیں ٹوکتے اور کہتے ہیں کہ بچوں کو روکنے ٹوکنے سے ان کی نشوونما متاثر ہوتی ہے۔ ایسے بچے عموماً اپنے گھر کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی تکلیف اور پریشانی کا سبب بنتے ہیں اور جب کوئی بڑا ان کی کسی غلط حرکت پر ان کو ٹوکتا ہے یا نصیحت کرتا ہے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ جب ماں باپ کچھ نہیں کہتے تو دوسروں کو کچھ کہنے کا کیا اختیار ہے۔ ایسے بچے جب دوسروں کے گھروں میں جاتے ہیں

تو وہاں شور وغل اور چیزوں کی توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔ ان کی بدتمیزی اور شرارتوں کی وجہ سے گھر والوں کی شامت آجاتی ہے۔ اگر منع کرتے ہیں تو بچوں کے والدین سے تعلقات خراب ہونے کا ڈر ہوتا ہے اور اگر برداشت کرتے ہیں تو اپنی چیزوں کا نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ اسی میں عافیت سمجھتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے تعلقات ہی نہ رکھے جائیں۔

دراصل اولاد کے ساتھ معتدل رویہ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان سے پیار محبت سے پیش آنا بھی ضروری ہے اور نامناسب باتوں پر اصلاح کی خاطر ان کو تنبیہ کرنا بھی۔ بچوں کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ فلاں باتوں کی ان کو اجازت ہے اور فلاں کی نہیں ہے۔ پھر اگر وہ اچھے کام کریں تو ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور غلط کام کریں تو مناسب انداز میں ان کو تنبیہ کی جائے۔

والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو دوسرے رشتہ داروں کا احترام کرنا بھی سکھائیں اور اگر بچوں کے بزرگ مثلاً ماموں، چچا وغیرہ بچوں کو کسی نامناسب بات پر ٹوک دیں تو اس کا برا نہ مانیں بلکہ ان کے شکرگزار ہوں۔ اب سے کچھ سال پہلے تک یہ دستور تھا کہ محلے کا بڑا سب کا بڑا شمار ہوتا تھا۔ وہ محلے کے بچوں کی نگرانی رکھتا تھا اسی طرح بچوں کو استادوں کا بھی احترام کرنا سکھایا جاتا تھا۔ استاد تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت بھی کرتے تھے۔ لیکن اب اکثر جگہ یہ صورت حال ہے کہ اگر استاد بچے کو کچھ کہہ دے تو بچہ آکر اپنی ماں سے شکایت کرتا ہے۔ ماں بچے کے باپ کو استاد کے خلاف بھڑکاتی ہے اور وہ اسکول میں استاد سے لڑنے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ بہت سے استاد بچوں کی تعلیم و تربیت میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت

کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کو بڑوں کا احترام خصوصاً استادوں کا احترام کرنا سکھایا جائے۔ بڑوں کو بھی چاہیئے کہ وہ نہایت شفقت، محبت سے بچوں کی اصلاح کی کوشش کیا کریں۔ از روئے اسلام یہ ضروری ہے کہ بڑے چھوٹوں پر شفقت کریں اور چھوٹے اپنے بڑوں کا احترام کریں۔ اس اصول پر عمل کرنے سے بہت سی خرابیوں کی روک تھام اور ان کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

بچوں کے سلسلے میں ایک اور سنگین مسئلے کی طرف توجہ از حد ضروری ہے۔ بعض مائیں بچوں کے دلوں میں ان کے باپ کی برائی بٹھاتی رہتی ہیں اور بچوں پر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ صرف وہی ان کی ہمدرد ہیں۔ یہ طرز عمل بعض عورتیں شوہر سے انتقام لینے کے لئے اور بعض گھر میں اپنی بالادستی قائم کرنے کے لئے اختیار کرتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں پر باپ کا رعب نہیں رہتا اور وہ باپ سے باغی ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ماؤں کے قابو میں بھی نہیں رہتے اور اس طرح بچوں کی تربیت ناقص رہتی ہے اور گھر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

اسلام نے مرد کو گھر کے سربراہ کا درجہ دیا ہے اور یہ بات ضروری بھی ہے کہ جب بہت سے لوگ مشترک طور پر کہیں رہتے ہوں تو ان کا ایک سربراہ ضرور ہو تاکہ ان کے امور ٹھیک طور پر انجام پا سکیں۔ مرد چونکہ عورت کی نسبت جسمانی اور ذہنی اعتبار سے عموماً زیادہ صلاحیت اور قوت کا مالک ہوتا ہے اور گھر کے اخراجات بھی اسی کے ذمے ہوتے ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ وہی سربراہ بھی ہو سکتا ہے۔ مائیں اگر بچوں کے دلوں میں باپ کا رعب اور احترام قائم کریں گی تو بچے باپ کے ڈر سے ماں کی بات بھی مانیں گے ورنہ دونوں کے قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ لہذا اپنے اور پورے گھر کے مفاد کی خاطر یہ ضروری ہے کہ عورتیں خود بھی

اپنے شوہروں کی اطاعت کریں اور بچوں کو بھی باپ کا اطاعت گزار بنانے کی کوشش کریں۔ شوہر کی نافرمانی کرنا اور بچوں کو باپ کا باغی بنانا سخت گناہ کی بات ہے۔

بعض والدین اپنے بعض بچوں کے ساتھ زیادہ محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے ہیں اور ان کو اپنے دوسرے بچوں کی نسبت زیادہ چیزیں دیتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی بیٹیوں کی نسبت بیٹوں کے ساتھ زیادہ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ بعض لوگ غیر مسلموں کی طرح اپنی جائیداد کا وارث صرف بڑے بیٹے کو بناتے ہیں۔ بعض لوگ صرف بیٹوں کو اپنی جائیداد کا حقدار قرار دیتے ہیں اور بیٹیوں کو جائیداد سے محروم رکھتے ہیں۔ یہ سب ناانصافی کے کام ہیں جن کے بارے میں قیامت کے روز بازپرس ہوگی۔ والدین کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تمام اولاد کے ساتھ ایک سا سلوک کریں اور شریعت کے احکام کے مطابق وراثت کی تقسیم کا اہتمام کریں۔ بعض گھرانوں میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بچے اپنے بہن بھائیوں پر بہت رعب جماتے ہیں اور ان کی مارپیٹ کرتے رہتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کا سلوک خاصا نامناسب بلکہ ظالمانہ ہو جاتا ہے اور والدین ان کی اس حرکت کو نظرانداز کرتے ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ اپنی کسی اولاد کو دوسروں کی مارپیٹ وغیرہ کی اجازت نہ دیں۔ اس سے بہن بھائیوں کے باہمی تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں اور کسی کا سنگین جسمانی نقصان بھی ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عمل کئے جائیں اور گھر والوں کی ایسی تربیت کی جائے کہ وہ اچھے عمل کر کے اور برے اعمال سے پرہیز کر کے جہنم کے عذاب سے بچ سکیں۔

بعض لوگ اپنے بیوی بچوں سے محبت اور تعلق ظاہر کرنے کے لئے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد ان کے نام کر دیتے ہیں پھر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کی بیوی یا بچے جائیداد کے مالک

بن کر ان سے لاتعلق ہو جاتے ہیں ۔ حتیٰ کہ ایسا وقت بھی آتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو یا بچے اپنے باپ کو اس کے اس رہائشی مکان سے جس کو وہ ان کے نام کر چکا ہوتا ہے محروم کر دیتے ہیں اور وہ کہیں دوسری جگہ رہائش اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جذبات میں آ کر یہ نہیں سوچتے کہ ان کی وفات کے بعد ان کا مال و جائیداد وراثت کے طور پر خود بخود ان کے بیوی بچوں کی طرف منتقل ہو جائے گا لہذا زندگی میں خود کو جائیداد سے محروم کرنے اور بے دست و پا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ عام طور سے یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ اکثر لوگوں کے بیوی بچے جائیداد کے لالچ میں ان کے فرمانبردار بھی رہتے ہیں خدمت بھی کرتے ہیں اور ان کی بات کی طرف توجہ بھی دیتے ہیں مگر جب یہ لالچ باقی نہیں رہتا تو ان سے باغی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اپنے بیوی بچوں کی طرف منتقل کرنا احتیاط کے تقاضے کے سخت خلاف ہے۔

اولاد دراصل والدین کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہوتی ہے اور والدین کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اولاد کی فلاح و بہبود اور اس کی اچھی تربیت کا اہتمام کریں۔ وہ شخص جو کسی پر اختیار و اقتدار رکھتا ہو اس کا نگران قرار دیا گیا ہے اور قیامت کے روز اس سے ان لوگوں کے بارے میں جو اس کی نگرانی میں ہیں باز پرس کی جائے گی اس لئے والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ بہت سے والدین اپنی اولاد سے ان اچھے کاموں کی توقع کرتے ہیں جو وہ خود نہیں کرتے اس لئے ان کی اولاد بھی ان کی بات نہیں مانتی۔ والدین کے لئے ضروری ہے کہ خود اچھے عمل کر کے اولاد کے لئے اپنا اچھا عملی نمونہ پیش کریں تاکہ ان کی اولاد ان کے نقش قدم پر چل سکے۔ اولاد کی پرورش و تربیت کے سلسلے میں والدین جو محنت کرتے ہیں اس پر وہ آخرت میں اجر کے مستحق

ہوں گے اور ان کی تربیت سے ان کی اولاد جو نیک عمل کرے گی اس کا ثواب والدین کو بھی ملے گا۔ اس کے علاوہ والدین کے حق میں نیک اولاد کی دعا بھی مقبول ہوتی ہے۔ اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت ہو تو وہ دنیا میں بھی والدین کی نیک نامی اور سکون کا موجب ثابت ہوتی ہے۔ ورنہ دوسروں کے لئے اور خود والدین کے لئے پریشانی اور تکلیف کا سبب بن جاتی ہے۔